ظلم قرآن کے آئینے میں

ابو محمد حافظ عبدالستار حماد
میاں چنوں

لغوی لحاظ سے ظلم کا معنی یہ ہے۔

وضع الشئی فی غیر محله یعنی کسی چیز کو اپنی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دینا ظلم کہلاتا ہے۔ یہ بے موقع استعمال کی صورت میں ہو یا زیادتی کے طور پر۔ اس کے دونوں پہلو خیر و برکت سے خالی ہوتے ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

الظلم ظلمات یوم القیامة

دنیا میں کیا ہوا۔ ظلم و ستم قیامت کے دن کئی ایک اندھیروں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

علماء دین نے ظلم کی تین اقسام بتائی ہیں جو درحقیقت اپنے ساتھ ناانصافی کرنے اور چھری سے خود اپنے ہاتھ کاٹنے کی مترادف ہیں تینوں اقسام کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

الف: اللہ کے ساتھ ناانصافی،

ب: ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی،

ج: اپنی ذات سے بدسلوکی۔

سب سے بدترین ظلم یہ ہے کہ انسان اپنے خالق کے اقتدار و اختیارات اور ذات و صفات میں کسی کو شریک تسلیم کرے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے لخت جگر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

یبنی لا تشرک بالله ان الشرک لظلم عظیم (لقمان

میرے بیٹے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ کیونکہ شرک تو بڑا بھاری ظلم ہے۔ اسی طرح

> **سب سے بدترین ظلم یہ ہے کہ انسان اپنے خالق کے اقتدار و اختیارات اور ذات و صفات میں کسی کو شریک تسلیم کرے**

حضرت موسیٰؑ کی قوم نے جب بچھڑے کو معبود بنایا تو اللہ کے ہاں ظالم ٹھہرے۔

اتخذوه وکانوا ظالمین. (اعراف)

اور اگر تم باوجود اس کے کہ تمہارے پاس علم آچکا ہے۔ تم ان کی خواہشات کے پیچھے چلو گے۔ تو ظالموں میں (داخل) ہو جاؤ گے۔

> **حق کا ساتھ دینے کے بجائے حاملین حق کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں برا بھلا کہنا بھی ظالموں کا وطیرہ ہے**

حق کا ساتھ دینے کے بجائے حاملین حق کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں برا بھلا کہنا بھی ظالموں کا وطیرہ ہے۔

وقال الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا.

اور ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔

اور اللہ کے نام پر لوگوں کو فریب دینا اور حق کی تکذیب کرنا بھی ظالموں کی فطرت ہے۔

ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا او کذب بالحق لما جاء ه (العنکبوت)

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ یا جب حق بات اس کے پاس آئے تو اس کی تکذیب کر دے۔

ظالم لوگ بھی ایک دوسرے سے دھوکے بازی اور فراڈ کرنے کا عہد و پیمان کرتے ہیں۔

بل ان یعد الظالمون بعضهم بعضا الا غرورا (فاطر: ۴۰)

بلکہ ظالم جو ایک دوسرے کو وعدے دیتے ہیں۔ محض دھوکہ اور فریب ہے۔

ظالم لوگ اللہ کی تعلیم کو بدلنے کے خوگر ہیں۔

فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لهٗ. (البقرة)

پس جو لوگ ظالم تھے انہوں نے اس بات کو جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔

ایک دوسری بات سے بدل دیا تھا۔

حق کے خلاف سازش کرنا اور اسکیمیں بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

واسروا النجوی الذین ظلموا (انبیاء)

اور ظالم لوگ (آپس میں حق کے خلاف) چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں۔

جو لوگ اللہ کے حدود سے باہر نکل جائیں وہ ظالم ہیں۔

اقتدار مل جانے کے بعد اللہ کے قوانین نافذ نہ کرنا یہی ظالمانہ رویہ ہے۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئلک هم الظالمون (مائدة: ۴۵)

جو اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق

اقتدار مل جانے کے بعد اللہ کے قوانین نافذ نہ کرنا یہی ظالمانہ رویہ ہے

اللہ کی آیات کا کھلم کھلا انکار کرتے ہیں اس میں ظالم پیش پیش ہوتے ہیں۔

وما یجحد بایاتنا الا الظالمون (عنکبوت: ۴۹)

اور ساری آیات سے وہ لوگ انکار کرتے ہیں۔ جو ظالم پیشہ ہوتے ہیں۔

اپنے نفس کی بندگی اور خواہشات کی پیروی کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

بل اتبع الذین ظلموا اهوائهم بغیر علم (روم: ۲۹)

بلکہ جو ظالم ہیں بے سمجھے اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں۔

دنیا میں ''بابرابہ عیش کوش عالمے دوبارہ نیست'' کے ڈنکے بجانا انہیں کا شیوہ ہے۔

واتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه (هود: ۱۱۶)

اور جو ظالم تھے وہ انہی باتوں کے پیچھے لگے رہے۔ جن میں عیش و آرام تھا۔

اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کی پرواہ نہ کرنا۔ بلکہ ان سے تجاوز کرنا ظالموں کا کردار ہے۔

ومن یتعدحدود اللہ فاو لئک هم الظالمون (البقرة ۲۲۹)

فیصلہ نہ کریں۔ وہی ظالم اور بے انصاف ہیں۔

اس لئے قیامت کے دن ان کی عذر خواہی قبول نہ ہوگی۔

یوم لا ینفع الظالمین معذرتهم (مومن: ۲۲)

اس دن ظالموں کو ان کی معذرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

بلکہ ہمیشہ لعنت زندگی سے دوچار ہوں گے اور برے مقام یعنی جہنم میں رہیں گے۔

ولهم اللعنة ولهم سوء الدار (مومن: ۴۵)

اس کے علاوہ

ہمیشہ رہنے والے عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

اور وہاں کوئی ان کا جگری یار یا سفارشی کام نہیں آئے گا۔

ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع (مومن: ۱۸)

ظالموں کا وہاں کوئی دوست نہیں ہوگا۔

اور نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات قبول کی جائے جہنم میں بے یار و مددگار پڑے عذاب کا مزہ چکھتے رہیں گے۔

فذوقوا فما للظالمین من نصیر (فاطر: ۳۷)

تو اب مزے سے عذاب چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظلم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

گورنر کی انصاف پسندی

وہ بصرہ جس کو ۱۴۶ھ میں محمد ابن سلیمان نے خلیفہ منصور کے حکم سے پامال کر ڈالا تھا۔ بزمانہ خلیفہ ہارون رشید پھر آباد ہوگیا۔ ۱۶۰ھ میں جب یہاں کی جامع مسجد میں ۲۰ ہزار سے بھی زیادہ آدمی نماز پڑھنے لگے تو وسعت مسجد کیلئے نیک دل گورنر عیسیٰ بن موسیٰ نے ایک لاکھ درہم اس پر خرچ کیا۔

اسی گورنر کے زمانہ میں خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام موسیٰ رضا بن جعفرؑ کو بصرہ میں نظر بند رکھا۔ گورنر کو ان کی بے گناہی پر یقین تھا لیکن خلیفہ کے حکم سے دم بخود تھا۔ جب امام مظلوم کو نظر بندی و بدگمانی کی سختیاں برداشت کرتے ہوئے ایک سال گزر گیا اور گورنر نے ان کی طرف سے کوئی ناروا حرکت بھی نہ دیکھی تو ایک سال کے بعد خلیفہ کو لکھا کہ اس مدت میں مَیں نے کبھی نہیں سنا کہ امام موسیٰ نے میرے یا آپ کے حق میں کبھی نفریں و ملامت کا کلمہ کہا ہو۔ رات دن کے چوبیس گھنٹے یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی میں بسر کر دیتے ہیں۔ جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا۔ میں ان کو تکلیف دے کر اور زیادہ گناہوں کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ خدا اور رسول کے ساتھ مجھ سے اور زیادہ سختی نہ کرائیے۔ یا تو ان کو کسی اور (مجھ سے زیادہ سنگدل) کے سپرد کیجئے ورنہ میں خود ہی اس کی رہائی کی تدبیر کروں گا ہارون رشید نے آخر امام مظلوم کو فضل ابن ربیع کے سپرد کر دیا۔ (تاریخ بصرہ)